تاریخ اسلام :

ہجرت کے چوتھے سال کے واقعات

سپاہ تبلیغ کا حادثہ

از: آیت اللہ جعفر سبحانی

ترجمہ: ڈاکٹر اختر مہدی

"راہ اسلام" کے گذشتہ شماروں میں تیسری ہجری میں رونما ہونے والے اہم واقعات بالخصوص جنگ احد کے دوران رونما ہونے والے حوادث کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا جاچکا ہے جس میں ان تمام باتوں کی مکمل وضاحت پیش کی جاچکی ہے کہ کس طرح پیغمبر اکرمؐ نے دشمنوں کی یہ سازش کامیاب نہیں ہونے دی کہ وہ مسلمانوں کی شکست کو مذہب اسلام اور توحیدی آئین کی شکست قرار دے سکیں۔ انھوں نے ابوسفیان کے مشرکانہ نعروں کے جواب میں توحیدی نعرے بلند کروائے، شہداء کی تدفین کا اہتمام کیا۔ اپنے عم محترم حضرت حمزہ کی شہادت اور زوجہ ابوسفیان ھند جگر خوار کے ذریعہ اپنے چچا کی مثلہ شدہ لاش کو دیکھ کر بہت رنجیدہ وغضبناک ہوئے اور مدینہ پہونچنے کے بعد شہداء اسلام کی عزاداری وسوگواری کا اہتمام کروایا۔

ذیل میں ہجرت کے چوتھے برس کے واقعات کا تجزیہ حاضر خدمت ہے۔ (ادارہ)

جنگ احد کے خاتمہ کے بعد اس جنگ کے دوران مسلمانوں کی شکست کے آثار پوری طرح نمایاں تھے۔ اگرچہ کامیاب دشمن کے مقابلے میں مسلمانوں نے بڑی ثابت قدمی ظاہر کی تھی اور اس قسم کے واقعات کو دوبارہ نہیں ابھرنے دیا پھر بھی "جنگ احد" کے بعد اسلام کی نابودی کیلئے داخلی اور خارجی تحریکوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ مدینہ کے منافقوں اور یہودیوں کے ساتھ ہی ساتھ شہر کے باہر اور دور افتادہ علاقوں میں آباد مشرکین کے حوصلے بلند تھے چنانچہ وہ لوگ اسلام کے خلاف سازشوں کا جال پھیلانے اور سپاہی واسلحہ جمع کرنے میں

سرگرم ہوگئے۔

پیغمبر اکرمؐ بڑی مہارت کے ساتھ داخلی تحریکوں کو ناکام بنادیتے تھے۔ مدینہ میں اسی موقع پر یہ اطلاع ملی کہ قبیلۂ بنی اسد والے مدینہ پر فتح حاصل کرنے اور مسلمانوں کی املاک کو لوٹنے کا منصوبہ بنارہے ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ نے ''ابوسلمیٰ'' کی سپہ سالاری میں ایک سو پچاس افراد پر مشتمل مجاہدوں کی ایک جماعت سازش کرنے والے لوگوں کی طرف روانہ کردی اور سپہ سالار کو یہ حکم دیا کہ وہ سفر کے اصلی مقصد کو خفیہ رکھے اور معمول سے الگ ہٹ کر کام کرے۔ دن میں آرام اور رات کے سناٹے میں سفر کی منزلیں طے کرے۔ سپہ سالار نے پیغمبرؐ کی ہدایتوں پر عمل کیا اور اس طرح رات کی خاموشی میں قبیلہ بنی اسد کا محاصرہ کرکے خوفناک سازش کا گلا گھونٹ دیا اور قدرے مال غنیمت لئے ہوئے فاتحانہ انداز میں وہ مدینہ واپس آگئے۔ یہ واقعہ ہجرت کے ۳۵ویں مہینے میں رونما ہوا۔

تبلیغی افراد کے قتل کا ماہرانہ منصوبہ:

پیغمبرؐ گرامی فوجی جماعتوں کی بروقت روانگی کے ذریعہ سازش کرنے والوں کے منصوبے کو ناکام کردیتے تھے۔ اسی طرح وہ چھوٹے بڑے قبیلوں کے درمیان مبلغین کی جماعت بھیج کر ان کے دلوں کو اسلامی معارف کی طرف متوجہ کرنے لگے۔

یہ مسلمان مبلغین جہاں دیدہ، تجربہ کار، حافظ قرآن اور احادیث رسولؐ نیز احکام شرعیہ سے بخوبی واقف اور اپنی جان کی بازی لگاکر اسلامی عقائد، روشن ترین انداز بیان اور واضح ترین اسلوب میں دور افتادہ علاقے کے لوگوں تک پہونچانے کے لئے ہمہ تن آمادہ رہا کرتے تھے۔

درحقیقت فوجی اور تبلیغی جماعتوں کی روانگی کے ذریعہ پیغمبر اکرمؐ بڑی ثابت قدمی کے ساتھ نبوت کے دواہم فرائض کو پورا کرنے میں غیر معمولی ثبات قدم کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔

فوجی جماعتوں کی روانگی کے ذریعہ فتنوں کو پوری طرح ناکام کرنا مقصود تھا تاکہ

آزادی وسلامتی کے ماحول میں تبلیغی جماعت لوگوں کے قلوب پر حکومت اور اسلامی عقائد کی بھرپور وضاحت پر مشتمل اپنے فریضہ کو بخوبی انجام دے سکے۔

لیکن بعض وحشی اور نچلے درجہ کے قبائل، اسلام کی معنوی طاقت یعنی تبلیغی جماعت کے لوگوں کو، جن کا مقصد بت پرستی وکفر پرستی کی نابودی اور خدا پرستی کی ترویج ومقبولیت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوا کرتا تھا، اپنے مکروفریب کا شکار بنا کر انہیں نہایت بیرحمی سے قتل کردیا کرتے تھے۔ ذیل میں ایسے ہی بعض ماہرو تجربہ کار مبلغین اسلام، جن کی تعداد بقول ابن ہشام ۲ چھ اور بقول ابن سعد ۳ دس افراد پر مشتمل تھی، کی داستان حاضر خدمت ہے۔

مبلغین اسلام کا بیرحمانہ قتل عام:

''عضل'' اور ''قارہ'' نامی قبیلوں کے کچھ نمائندے مکروفریب سے کام لیتے ہوئے پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا۔''اے پیغمبر خدا! لوگوں کے قلوب اسلام کی طرف متوجہ ہیں اور اسلام قبول کرنے کے لئے ماحول بھی پوری طرح سازگار ہوچکا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ اپنے کچھ اصحاب کو ہم لوگوں کے ہمراہ بھیج دیجئے تاکہ وہ ہمارے قبیلے والوں کے درمیان دین کی تبلیغ کا کام انجام دیں اور ہم لوگوں کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حلال وحرام سے بھی آگاہ فرمائیں۔ ۴

پیغمبرؐ کا فریضہ تھا کہ وہ ان دو بڑے قبیلوں کے نمائندوں کے مطالبہ کو قبول کرتے ہوئے انہیں مثبت جواب دیں۔ دوسری طرف مسلمانوں کا بھی یہ فریضہ ہے کہ وہ ہر قیمت پر اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ بہرحال پیغمبر اکرمؐ نے ''مرثد'' نامی صحابی کی قیادت میں مبلغین کی ایک جماعت ان نمائندوں کے ہمراہ اس علاقے کی طرف روانہ کردی۔

ان نمائندوں کے ہمراہ مبلغین کی یہ جماعت مدینہ کی سرحدوں کو پار کرتے ہوئے ''رجیع'' نامی چشمہ آب تک پہونچ گئی۔ اس جگہ پہونچنے کے بعد ان لوگوں نے اپنی فاسد نیت کا اظہار کرتے ہوئے قبیلہ ''ھذیل'' سے مدد طلب کی اور یہ ارادہ کرلیا کہ

جواصحاب پیغمبر دین کی تبلیغ کے لئے آئے ہیں، انھیں گرفتار اور قتل کردیں۔

مسلمانوں نے دیکھا کہ مسلح جماعتوں نے چاروں طرف سے ان کا محاصرہ کررکھا ہے اورتلوار سنبھالنے کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ ٔکار باقی نہیں رہ گیا۔ لہٰذا ان لوگوں نے اپنی اپنی تلواریں اٹھائیں اور اپنے دفاع کے لئے پوری طرح آمادہ ہوگئے۔ لیکن ان کے دشمنوں نے قسم کھانا شروع کردیا کہ تمہاری گرفتاری کے علاوہ ہمارا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے۔ ہم لوگ تو تمہیں سرداران قریش کے سامنے زندہ وسلامت پیش کرکے ان سے اس کام کی اجرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

مسلمانوں نے ایک دوسرے کو بغور دیکھا۔ ان میں سے زیادہ تر لوگوں نے فیصلہ کیا کہ دشمن کے خلاف جنگ ونبردآزمائی کریں۔ چنانچہ ان لوگوں کی بات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ''ہم مشرک اور بت پرستوں کے معاہدہ کو قبول نہیں کرتے'' اسکے بعد ان لوگوں نے تلوار اٹھائی او دین اسلام کی تبلیغ ومحافظت کی راہ میں مردانہ وار جنگ کرتے ہوئے اپنی جان نچھاور کردی۔

لیکن ان لوگوں میں سے تین افراد یعنی ''زید بن دثنه'' ''خبیب بن عدی'' اور ''عبد الله'' نے دشمنوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ آدھے راستہ میں ہی عبد اللہ کو دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی وجہ سے بڑی شرمندگی محسوس ہوئی۔ انہوں نے ہتھکڑی توڑی اور تلوار کھینچ کر دشمن پر حملہ کردیا۔ وہ لوگ قدرے پیچھے ہٹے اور ایک بھاری پتھر مار کر انہیں زمین پر گرادیا۔ اس کے بعد ان پر پتھروں کی بارش کردی۔ غیر معمولی سنگ باری کی تاب نہ لاتے ہوئے عبد اللہ نے اسی جگہ پر دم توڑدیا اور انہیں اسی جگہ دفن بھی کردیا گیا۔

لیکن دو قیدیوں کو کفار مکہ کے حوالے کردیا گیا اور اس کے جواب یا بدلے میں کفار قریش نے ان مکاروں کے دو ساتھیوں کو، جوقیدی کی زندگی بسر کررہے تھے، آزاد کردیا۔

''صفوان امیہ'' نے، جس کا باپ جنگ بدر میں مارڈالا گیا تھا، زید کوخرید لیا تاکہ

ایک اسلامی مبلغ کے قتل کے ذریعہ وہ اپنے باپ کا انتقام لے سکے۔ یہ طے کیا گیا کہ ایک شاندار اجتماع میں ''زید'' کو پھانسی دیدی جائے۔ تنعیم ۵ نامی جگہ پر پھانسی دینے کا اہتمام کیا گیا۔ وقت معینہ پر قریش اور ان کے احباب اس جگہ پر جمع ہوگئے۔ زید پھانسی کے تختہ کے قریب کھڑے ہوگئے۔ ان کی زندگی کے کچھ ہی لمحات باقی رہ گئے تھے۔

''ابوسفیان'' نے جو فرعون مکہ کی حیثیت رکھتا تھا اور اس قسم کے حوادث میں جس کی خفیہ یا اعلانیہ موجودگی لازمی ہوا کرتی تھی، زید کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ''میں تم کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس پر تمہارا ایمان ہے، کیا تمہارا دل یہ نہیں چاہتا کہ تمہاری جگہ پر محمد کو قتل کردیا جائے اور تمہیں آزاد کردیا جائے اور تم خوشی خوشی اپنے گھر واپس چلے جاؤ۔''؟

زید نے بڑی شجاعت کے ساتھ جواب دیتے ہوئے فرمایا۔'' میں اس بات کے لئے ہرگز آمادہ نہیں ہوں کہ پیغمبرؐ کے پیروں میں کوئی کانٹا بھی لگے چاہے اس کے بدلے میں مجھے آزادی ہی کیوں نہ مل رہی ہو۔'' زید کا جواب سن کر ابوسفیان پر غیر معمولی جنون و بوکھلاہٹ طاری ہوگئی۔ آنحضرتؐ سے ان کے احباب واصحاب کی محبت کو دیکھ کر ابوسفیان کی حیرانی میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا تھا۔ اسی حیرانی کے عالم میں وہ کہنے لگا۔'' میں نے اپنی زندگی میں محمدؐ کے اصحاب کی طرح کسی کے اصحاب کو نہیں دیکھا جو اس حد تک محبت رکھتے ہوں کہ محبوب کی خاطر اپنی جان نچھاور کردیں۔''

دیکھتے ہی دیکھتے زید کو پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا گیا اور ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی اور حق کی حفاظت و دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی راہ میں وہ آخری دم تک جدوجہد کرتے ہوئے شہادت سے ہم آغوش ہوگئے۔

دوسرے مسلمان مبلغ کا نام ''خبیب'' تھا جو ایک طویل مدت تک قید خانہ کی زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر کار مکہ کی مجلس عاملہ نے فیصلہ کیا کہ انھیں بھی ''تنعیم'' نامی جگہ پر پھانسی دیدی جائے ۶ خبیب نے پھانسی کے تختے کے قریب کھڑے ہوئے مکہ کے سرکاری افسروں

سے دو رکعت نماز ادا کرنے کی اجازت حاصل کی اور بڑی تیزی سے نماز ادا کرنے کے بعد سرداران قریش کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔" اگر میرے دل میں یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ کہہ سکتے ہو کہ موت کے ڈر کی وجہ سے میں طولانی نماز پڑھ رہاہوں تو یقیناً میں اس نماز کو طول دیتا۔ اور رکوع وسجدہ کی حالت میں تادیر ذکر خداوندی مین مشغول رہتا۔ اس کے بعد انھوں نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" خداوندا! پیغمبر اکرمؐ نے جو ذمہ داری ہم لوگوں کے سپرد کی تھی ، ہم لوگوں نے اسے پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔" اسی وقت پھانسی کا حکم جاری ہوا اور فوراً ہی انھیں پھانسی دیدی گئی۔ پھانسی پر چڑھتے وقت ان کی زبان سے یہ کلمات جاری ہوئے: میرے مالک! تو خود دیکھ رہا ہے کہ میرے اردگرد کوئی دوست یا ساتھی موجود نہیں ہے جو پیغمبرؐ کی خدمت میں میرا سلام پہونچادیتا۔ پس اے خدا! تو ہی میرا سلام ان کی خدمت میں پہونچا دے۔

کہتے ہیں کہ اس عالم دین کے مذہبی خیالات نے ابوعقبہ کو بے چین کر دیا۔ اس نے اٹھ کر ایک گہری ضرب لگائی اور خبیب کا کام تمام کر دیا۔

ابن ہشام کا قول ہے۔ [8] کہ زندگی کے آخری لحات سے کچھ قبل پھانسی کے تختہ پر قدم رکھتے ہوئے انھوں نے کچھ اشعار پڑھے۔ ان میں سے دو ابیات میں پیش کیے گئے مضمون کا خلاصہ کچھ اس طرح پیش کیا جاسکتا ہے۔

"خدا کی قسم اگر میں ایک مسلمان کی حیثیت سے اس دنیا سے جاؤں تو مجھے اس بات کا کوئی غم نہ ہوگا کہ مجھے کس سرزمین میں سپرد خاک کیا گیا۔ میری یہ المناک موت خدا کی راہ میں ہے پس اگر وہ چاہے تو اس شہادت کو میرے جسم کے ہر ٹکڑے کے لئے مبارک بنادے۔" [9]

اس المناک اور جانگداز واقعہ کی وجہ سے پیغمبرؐ اور تمام مسلمان غیر معمولی رنج وغم میں ڈوب گئے۔

اس موقع پر اس دور کے نامور شاعر حسان بن ثابت نے نہایت غم انگیز اشعار قلمبند

کیے جن کو ابن ہشام نے اپنی کتاب سیرہ میں پوری طرح نقل کیا ہے۔ پیغمبر گرامیؐ اس وجہ سے بھی زیادہ فکر مند تھے کہ تبلیغی سپاہ کی تربیت میں بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اگر ایسے واقعات دوبارہ رونما ہوئے تو اس جماعت کو ناقابل تلافی نقصان برداشت کرنا پڑے گا اور یہ مقدس جماعت مٹھی بھر فاسد لوگوں کی بداعمالیوں کا شکار ہوجائے گی۔

ایک طویل مدت تک اس مجاہد اسلام کی لاش پھانسی کے تختے پر لٹکتی رہی اور کچھ لوگ لاش کی نگرانی میں لگے رہے۔ یہاں تک پیغمبرؐ نے دو بہادر مسلمانوں کو حکم دیا کہ لاش کو دفن کردیں چنانچہ ان لوگوں نے رات کے وقت لاش کو سپرد خاک کردیا۔۱۰

حادثہ بئر معونہ:

ہجرت کے چوتھے سال صفر کے مہینے میں اس سے قبل کہ پیغمبر اکرمؐ کو 'رجیع' کے علاقے میں ان فرزندان توحیدی کی شہادت کی خبر ملے: ''ابوبراء عامری'' مدینہ میں داخل ہوا۔ پیغمبر اکرمؐ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لیکن اس نے قبول نہ کیا لیکن آنحضرتؐ سے کہنے لگا کہ اگر آپ 'نجد' کے علاقے میں ایک مستحکم تبلیغی سپاہ روانہ کردیں تو اس بات کی قوی امید ہے کہ لوگ مذہب اسلام کی طرف راغب ہوجائیں کیونکہ اس علاقے کے لوگ توحید کی طرف زیادہ مائل ہیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میں ''نجدی عوام'' کے مکروفریب اور ان کی عداوت ودشمنی سے ڈرتا ہوں۔ ''ابو براء'' نے کہا کہ آپ کی طرف سے روانہ کیے گئے تمام لوگ میری پناہ میں رہیں گے اور میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ میں ہر طرح سے ان لوگوں کی حفاظت کروں گا۔''

اسلامی علوم ومعارف سے آگاہ اور قرآن واحکام شرعیہ کے حافظ ومحافظ لوگوں میں سے ۴۰ افراد کی ایک جماعت 'منذر' کی قیادت میں ''نجد'' کی طرف روانہ کردی گئی اور یہ لوگ ''بئر معونہ'' کے قریب ٹھہر گئے۔ پیغمبر اکرمؐ نے ''عامر بن الطفیل'' نامی نجدی سردار کے نام ایک خط لکھا تھا جس میں انھوں نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔ مسلمان مبلغین

میں سے ایک شخص کو پیغمبرؐ کا خط لیکر عامر کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے نہ صرف یہ کہ پیغمبرؐ کے خط کو نہیں پڑھا بلکہ خط لانے والے شخص کو قتل بھی کردیا۔اور اس کے بعد اپنے قبیلے والوں سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ مذہب اسلام کی ان علمی شخصیتوں کو قتل کرڈالیں ۔ قبیلے والوں نے اس کی مدد کرنے سے انکار کردیا اور کہا ''سردار قبیلہ ''ابو براء'' نے ان لوگوں کو امان دے رکھی ہے۔ جب وہ اپنے قبیلے والوں سے مایوس ہوگیا تو اطراف میں موجود دیگر قبائل سے مدد طلب کی اور جس علاقے میں مسلمان مبلغین قیام پذیر تھے، عامر کے آدمیوں نے اس کا محاصرہ کرلیا۔

اسلام کی اس تبلیغی سپاہ میں شامل لوگ فقط عظیم المرتبت مبلغ ہی نہیں تھے بلکہ ان کا شمار عرب کے نامور بہادروں میں بھی کیا جاتا تھا۔ ان لوگوں نے دشمن کے سامنے ذلت ورسوائی کے ساتھ گھٹنے نہیں ٹیکے بلکہ تلوار اٹھائی اور حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت سے سیراب ہوگئے فقط'' کعب بن زید'' زخمی حالت میں مدینہ پہونچے اور پیغمبر اکرمؐ کو اس واقعہ سے مطلع کیا!!

اس عظیم والمناک حادثہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر غیر معمولی سوگ طاری ہوگیا اور پیغمبرؐ ایک لمبی مدت تک ''بئر معونہ'' کے شہیدوں کو یاد کرتے رہے۔

مستشرقین کی خودغرضی:

مشرقی علوم کے ماہرین نے جو کسی مشرک چہرے پر لگنے والی ایک معمولی سی خراش پر ہنگامہ برپا کردیتے ہیں اور ہمیشہ یہ ثابت کرنے پر تلے رہتے ہیں کہ اسلام نے تلوار کے سایہ میں ترقی حاصل کی ہے۔ ان دو المناک حوادث کے سلسلے میں کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا بلکہ ان کے لبوں پر مہر سکوت لگی رہی۔

دنیا کے کس علاقے میں علم ودانش سے تعلق رکھنے والی جماعت کو اس بیرحمی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا جاتا ہے؟ اگر مذہب اسلام نے تلوار کی چھاؤں میں ترقی حاصل کی ہے تو تبلیغی سپاہ کے یہ بہادر علماء دشمنوں کے درمیان جان ہتھیلی پر لئے ہوئے مذہب اسلام کی تبلیغ

میں کیوں لگے رہے اوراسلام کے ان متوالوں نے مذہب اسلام کی تبلیغ واشاعت میں اپنی جان کیوں نچھاور کردی؟

یہ دونوں واقعات زندہ اور سبق آموز پہلوؤں کے حامل ہیں۔ ان لوگوں کی ایمانی طاقت جانبازی وقربانی اور قیادت وشجاعت مسلمانوں کے لئے سرمایہ حیات اور نمونہ عمل کا درجہ رکھتی ہے۔

مومن کو ایک سوراخ سے دو رمرتبہ ہرگز نہیں ڈسا جاسکتا ہے:

سرزمین رجیع وبئر معونہ میں رونما ہونے والے جانگداز حوادث کی وجہ سے، جس میں مذہب اسلام کی تبلیغی سپاہ کے جانبازوں کی شہادت واقع ہوئی تھی، مسلمانوں کے درمیان رنج وغم کی لہر سی دوڑ گئی تھی اور ان کی ہر محفل پر غیر معمولی افسردگی سی طاری ہوگئی تھی۔ اس موقع پر قارئین کرام اپنے آپ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے ایسا کام کیوں کیا؟ جب وہ حادثہ رجیع کے دوران تلخ تجربہ حاصل کرچکے تھے تو پھر دوسرے چالیس افراد کو بئر معونہ کیوں بھیج دیا؟ کیا پیغمبرؐ اسلام نے خود ہی یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ ۔"لایلدع المومن من جحرٍ مرّتین۔" یعنی مومن کو ایک سوراخ سے دو رمرتبہ ہرگز نہیں ڈسا جاسکتا ہے؟!

تاریخی متون کے مطالعے سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کیونکہ مبلغین کی دوسری جماعت کو قبیلہ بنی عامر کے سردار عامر بن مالک بن جعفر کی ضمانت کے بعد ہی روانہ کیا گیا تھا اور وہ قبیلہ کبھی بھی اپنے سردار کی مرضی کے خلاف کام نہیں کیا کرتا تھا۔ بیشتر اطمینان کی خاطر وہ تبلیغی سپاہ کی واپسی تک مدینہ میں قیام پذیر رہا۔

اس کے علاوہ رسولؐ خدا کا منصوبہ اس وجہ سے بھی صحیح اور نتیجہ آور تھا کیونکہ تبلیغی سپاہ کا قتل "قبیلہ ابوبراء" کے ذریعہ نہیں ہوا تھا حالانکہ اس کے بھتیجے "عامر بن الطفیل" نے، جو خود بھی اسی قبیلے کا ایک فرد تھا، اس قبیلے کو بھڑکانے کی بڑی کوشش کی تھی لیکن کسی نے بھی اس کی بات نہیں تسلیم کی اور سب نے اس سے یہی کہا کہ "تیرے چچا نے ان لوگوں کو امان دی ہے۔" آخر کار "عامر بن الطفیل" نے "سلیم" اور "ذکون" جیسے دیگر قبیلوں کی مدد سے مسلمان

مبلغین کو قتل کر ڈالا۔

جیسے ہی تبلیغی سپاہ ''ابو براء'' نامی علاقے کی طرف روانہ ہوئی۔ اپنے درمیان سے عمر بن امیہ اور حارث بن صمہ کو منتخب کیا کہ سپاہ تبلیغ کے اونٹوں کو چراگاہ لے جائیں اور ان کی نگرانی کریں۔ جس وقت یہ دونوں آدمی اپنا اپنا فریضہ ادا کر رہے تھے، اچانک ''عامر بن الطفیل'' نے ان لوگوں پر بھی حملہ کر دیا آخر کار حارث بن صمہ قتل ہو گئے اور عمرو بن امیہ کو آزادی حاصل ہو گئی۔

مدینہ واپس آتے وقت عمر وبن امیہ کی ملاقات دو ایسے آدمیوں سے ہوئی جن کو دیکھتے ہی وہ فوراً پہچان گئے کہ ان کا تعلق اسی قبیلے سے ہے جس نے اسلام کی تبلیغی سپاہ کا قتل کیا ہے پس اس نے ان دونوں کا سر اس وقت قلم کر دیا جب وہ نیند میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان دونوں کا قتل کرنے کے بعد وہ مدینہ واپس آ گیا۔

اس سلسلے میں عمر بن امیہ نے غلطی کی تھی کیونکہ ان دونوں کا تعلق قبیلہ ٔابو براء (قبیلہ بنی عامر) سے تھا جس نے اپنے سردار کے وعدہ کا احترام کرتے ہوئے سپاہ تبلیغ اسلام کے خون کو محترم تسلیم کیا تھا۔

یہ واقعہ بھی پیغمبرؐ کے رنج وغم میں اضافہ کا باعث ہوا چنانچہ انھوں نے ان دونوں کا خونبہا ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔

لیکن ''طبقات ابن سعد'' [۱۲] کے مولف نے ان سوالوں کا نہایت واضح اور روشن جواب نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ''دونوں جماعتوں کی اطلاع پیغمبر اکرمؐ کو ایک ہی رات میں موصول ہوئی اور مبلغین کی دوسری جماعت کو روانہ کرتے وقت انھیں شہداء رجیع کے بارے میں قطعی کوئی اطلاع نہ تھی۔

❀❀❀❀

حوالے:

۱۔سپاہ تبلیغ کے قتل کا حادثہ ہجرت کے ۳۶ ویں مہینے میں رونما ہوا" مغازی واقدی جلد ۱ ص ۳۵۴ چونکہ پہلے سال دس مہینے کا جوڑا جاتا تھالہذا فطری طور پر یہ واقعہ ہجرت کے چوتھے سال سے وابستہ ہوجائے گا۔

۲۔سیرۂ ابن ہشام جلد ۲،ص۔ ۱۶۹

۳۔طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۔۳۹

۴۔ان نمائندوں نے پیغمبرؐ سے فرمایا۔" ان فینا اسلاماً ... فی الاسلام ۔" مغازی واقدی جلد ۱ ص ۳۵۴

۵۔ تنعیم وہ جگہ ہے جہاں سے حرم کی شروعات ہوتی ہے۔ یہ "حل" کی آخری سرحد ہے۔ جو لوگ انفرادی طور پر عمرہ کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ وہ اسی جگہ سے احرام باندھتے ہیں۔

۶۔مغازۂ واقدی کا بیان ہے کہ دونوں قیدیوں کو ایک ہی دن پھانسی دی گئی تھی۔ مغازی جلد اول ص۔ ۳۵۴

۷۔ ایضاً ص۔ ۳۶۸

۸۔سیرہ ابن ہشام جلد ۲ ص۔ ۱۷۰

۹۔ فوالله ماارجوا اذا امت مسلماً۔
علی ای جنب کان فی الله مصرعی۔
وذلک فی ذات الاله ان یشاء۔
یبارک علی اوصال شلو ممزع۔

۱۰۔سفینۃ البحار جلد ۱ ص ۔۳۷۲

۱۱۔ مغازی واقدی جلد ۱ ص ۳۴۳ تا ۳۶۹

۱۲۔طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۔ ۳۷

❀❀❀❀